دعا کا عمل

Shaykh Pod BOOKS

Shaykh Pod URDU

مثبت خصوصیات کو اپنانا ذہنی سکون کا باعث بنتا ہے

دعا کا عمل

شیخ پوڈ کتب

شیخ پوڈ کتب، 2025 کے ذریعہ شائع کردہ

اگرچہ اس کتاب کی تیاری میں تمام احتیاط برتی گئی ہے، ناشر غلطیوں یا کوتاہی یا یہاں موجود معلومات کے استعمال کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کے لیے کوئی ذمہ داری قبول نہیں کرتا ہے۔

دعا کا عمل

پہلا ایڈیشن۔ 15 فروری 2025۔

کاپی رائٹ ©2025 شیخ پوڈ کتب۔

شیخ پوڈ کتب کے ذریعہ تحریر کردہ۔

مندرجات کا جدول

مندرجات کا جدول

اعترافات

مرتب کرنے والے کے نوٹس

تعارف

دعا کا عمل

اچھے کردار پر 500 سے زیادہ مفت ای بکس

دیگر شیخ پوڈ میڈیا

اعترافات

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے، جس نے ہمیں اس جلد کو مکمل کرنے کی تحریک، موقع اور طاقت بخشی۔ درود و سلام ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا راستہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی نجات کے لیے چنا ہے۔

ہم شیخ پوڈ کے پورے خاندان، خاص طور پر اپنے چھوٹے ستارے یوسف کے لیے اپنی تہہ دل سے تعریف کرنا چاہیں گے، جن کی مسلسل حمایت اور مشورے نے شیخ پوڈ کتب کی ترقی کو متاثر کیا ہے۔ اور ہمارے بھائی حسن کا خصوصی شکریہ، جن کے سرشار تعاون نے شیخ پوڈ کو نئی اور دلچسپ بلندیوں پر پہنچا دیا ہے جو ایک مرحلے پر ناممکن لگ رہا تھا۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا کرم مکمل فرمائے اور اس کتاب کے ہر حرف کو اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرمائے اور اسے روزِ آخرت میں ہماری طرف سے گواہی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور بے شمار درود و سلام ہو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ کی آل اور صحابہ کرام پر، اللہ ان سب سے راضی ہو۔

مرتب کرنے والے کے نوٹس

ہم نے اس جلد میں انصاف کرنے کی پوری کوشش کی ہے تاہم اگر کوئی شارٹ فال نظر آئے تو مرتب کرنے والا ذاتی طور پر ذمہ دار ہے۔

ہم ایسے مشکل کام کو مکمل کرنے کی کوشش میں غلطیوں اور کوتاہیوں کے امکان کو قبول کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہم نے لاشعوری طور پر ٹھوکر کھائی ہو اور غلطیوں کا ارتکاب کیا ہو جس کے لیے ہم اپنے قارئین سے درگزر اور معافی کے لیے دعا گو ہیں اور ہماری توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے گی۔ ہم تہہ دل سے تعمیری تجاویز کی دعوت دیتے ہیں جو ShaykhPod.Books@gmail.com پر دی جا سکتی ہیں -

تعارف

درج ذیل مختصر کتاب میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے۔ یہ بحث قرآن پاک کے باب 3 علی عمران، آیت 186 پر مبنی ہے:

"اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں، تو میں قریب ہی ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

زیر بحث اسباق کو نافذ کرنے سے مثبت خصوصیات کو اپنانے میں مدد ملے گی۔ مثبت خصوصیات کو اپنانا دماغ اور جسم کے سکون کا باعث بنتا ہے۔

دعا کا عمل

باب 2 - البقرہ، آیت 186

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾

اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں، تو میں قریب ہی ہوں۔ میں دعا کرنے " والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

یہ آیت رمضان کے مہینے کے بارے میں پچھلی آیت کے بعد اس لیے رکھی گئی تھی تاکہ انسان کو اس دوران اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں بھرپور کوشش کرنے کی ترغیب دی جائے اور سال بھر اس اطاعت کو برقرار رکھا جائے۔ باب 2 البقرہ، آیت 185:

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور ہدایت اور معیار کی واضح دلیلیں ہیں۔ پس جو کوئی اس مہینے کا چاند دیکھے تو اسے چاہیے کہ اس کے روزے رکھے ...اور تم سے اس کی مدت پوری ہو اور اس پر اللہ کی تسبیح کرو جس کی طرف اس نے تمہیں ہدایت کی ہے۔ اور شاید آپ شکر گزار ہوں گے۔" ”

اس طرح کا برتاؤ فطری طور پر اللہ تعالیٰ سے باقاعدگی سے دعا مانگنے کی طرف لے جاتا ہے، جو ایک ایسی عبادت ہے جس کا تعلق نیک اعمال جیسے فرض نمازوں سے ہے۔

مرکزی آیت، بہت سے دوسرے لوگوں کی طرح، اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ کوئی شخص اس دنیا میں کس اعلیٰ ترین مقام پر پہنچ سکتا ہے، یعنی اللہ کا بندہ، بلند مرتبہ۔ باب 2 البقرہ، آیت 186:

...اور جب میرے بندے

بہت سے مواقع پر جب اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں بات کرتا ہے تو اکثر ان کو انبیاء علیہم السلام کہنے کے بجائے اپنے بندوں سے تعبیر کرتا ہے۔ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل آیت میں، اللہ تعالیٰ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمانی سفر کے بارے ، میں فرماتا ہے، جو ان کی عظمت کا مظہر ہے، پھر بھی اسے اپنا بندہ قرار دیتا ہے۔ باب 17 الاسراء، آیت 1:

’’ پاک ہے وہ جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے گردونواح میں ہم نے برکتیں رکھی ہیں تاکہ اسے اپنی نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔‘‘

ایک اور مثال میں اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑے انبیاء علیہم السلام کے استاد سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو محض اپنے بندوں میں سے ایک بندہ قرار دیا ہے اور استاد کا نام تک نہیں لیا۔ باب 18 الکہف، آیات 64-65:

]موسیٰ [نے کہا، "ہم یہی چاہتے تھے۔ "چنانچہ وہ اپنے قدموں کے نشانات پر چلتے ہوئے واپس " آگئے۔ اور انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنی طرف سے رحمت عطا کی تھی اور اسے اپنی طرف سے ایک علم سکھایا تھا۔

حتیٰ کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نبوت و رسالت کا اعلان کرنے سے پہلے دنیا میں اپنا تعارف اللہ کے بندے کے طور پر کرایا۔ بہت سی احادیث میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، جیسا کہ صحیح مسلم نمبر 851 میں موجود ہے۔ درحقیقت نبوت اور رسالت کا جوہر اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ کا مخلص بندہ بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس میں ان نعمتوں کو استعمال کرنا شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے عطا کی گئی ہیں، جیسا کہ قرآن پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ بندہ یہ سمجھتا ہے کہ ان کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے آقا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرے۔ ان کا فرض نہ اپنی خوشنودی حاصل کرنا ہے نہ دوسروں کی خوشنودی۔ وہ دوسروں کو خوش کرنے کی خواہش نہیں رکھتے بلکہ دوسروں کو اس بات کی ترغیب دیتے ہیں کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ارادہ رکھیں، جس طرح وہ ایسا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جیسا کہ پوری مخلوق اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، خواہ رضامندی سے یا ناخوشی سے۔ اس کے علاوہ، اللہ کا بندہ،

برگزیدہ، اس بات کو قبول کرتا ہے کہ ان کے پاس جو کچھ ہے وہ ان کے آقا، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور نے پیدا کیا اور عطا کیا، اور اس لیے ان کی اپنی جان سمیت اس کی ملکیت ہے۔ لہٰذا یہ رویہ انہیں ان نعمتوں کا استعمال کرنے کی ترغیب دے گا جو انہیں عطا کی گئی ہیں ان نعمتوں کے مالک اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے، جس سے ذہنی سکون اور دونوں جہانوں میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ باب 16 النحل، آیت 97:

"جس نے نیک عمل کیا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، حالانکہ وہ مومن ہے، ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی بسر کریں گے، اور ان کو ان کے بہترین اعمال کے مطابق ضرور اجر دیں گے۔"

مزید برآں، انسانوں کو اس طرح بنایا گیا ہے کہ وہ کسی نہ کسی چیز کا خادم بنیں۔ یہ ممکن نہیں کہ انسان بندہ نہ ہو۔ کوئی بھی اللہ کے بندے کے طور پر برتاؤ کر سکتا ہے، جو کہ دونوں جہانوں میں ذہنی سکون اور کامیابی کا باعث بنتا ہے، کیونکہ وہ اکیلا ہی لوگوں کے روحانی دلوں کو کنٹرول کرتا ہے، ذہنی سکون کا گھر، اور اسی لیے وہی فیصلہ کرتا ہے کہ کس کو ذہنی سکون ملے اور کس کو نہیں۔ مزید برآں، اللہ تعالیٰ کی خدمت کرنے سے ذہنی اور جسمانی سکون حاصل ہوتا ہے کیونکہ انسان اپنی روزمرہ کی زندگی میں صرف اس کو راضی کرنا چاہتا ہے اور ایک مالک کو متعدد مالکوں پر راضی کرنا بہت آسان ہے، خاص طور پر جب ان کا آقا نہایت رحم والا ہے اور اپنے بندے سے صرف تھوڑی سی کوشش کی توقع رکھتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا انکار کرنے والا لامحالہ دوسری چیزوں یا لوگوں کا بندہ بن جائے گا، جیسے کہ ان کے آجر، جیسے ہالی ووڈ کے ایگزیکٹوز، معاشرہ، سوشل میڈیا، فیشن اور ثقافت۔ ان چیزوں سے بدتر یہ ہے کہ جب کوئی اپنی خواہشات کا بندہ بن جائے، کیونکہ یہ انسانیت کے بدتر لوگوں جیسا کہ زیادتی کرنے والوں اور قاتلوں کا رویہ ہے۔ اس شخص کا مقصد اپنے آقاؤں کو خوش کرنا ہوگا، جو انہیں ان نعمتوں کا غلط استعمال کرنے کی ترغیب دے گا جو انہیں دی گئی ہیں۔ اس کے نتیجے میں دونوں جہانوں میں مصائب، مشکلات اور پریشانیاں ہی جنم لیتی ہیں، خواہ انہیں تفریح اور تفریح کے لمحات ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور کنٹرول سے بچ نہیں سکتے۔ یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے جب کوئی ان لوگوں کو دیکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی بندگی کا انکار کرتے ہیں اور وہ پوری دنیا کے مالک ہونے کے باوجود کس طرح بدحال زندگی گزارتے ہیں۔ باب 9 توبہ آیت 82:

"پس وہ تھوڑا ہنسیں اور [زیادہ روئیں جتنا وہ کمایا کرتے تھے۔" [پھر

باب 20 طہٰ، آیات 124-126:

"اور جو میری یاد سے روگردانی کرے گا، اس کی زندگی تنگدستی سے گزرے گی، اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔ "وہ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا جب کہ میں دیکھ رہا تھا؟)اللہ (فرمائے گا کہ اسی طرح ہماری نشانیاں تیرے پاس آئیں اور تو نے ان کو بھلا دیا اور اسی طرح آج کے دن تجھے بھلا دیا جائے گا۔

اس کے علاوہ، لوگوں کا خادم بننا، جیسے کہ کسی کے آجر یا رشتہ دار، صرف مصائب کا باعث بنیں گے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی کتنی ہی کوشش کرے، وہ کبھی بھی دوسرے لوگوں کو پوری طرح خوش نہیں کر سکے گا۔ یہ ایک ناقابل تردید سچائی ہے۔ نتیجتاً یہ عوام کا خادم وقت گزرنے کے ساتھ ناراض اور تلخ ہوتا جائے گا کیونکہ لوگوں کو خوش کرنے کے لیے ان کی قربانیاں انہیں خوش نہیں کر سکیں گی۔ اس سے دونوں جہانوں میں ان کے تناؤ، پریشانی اور پریشانیوں میں اضافہ ہی ہوگا۔

لہٰذا چونکہ بندہ ہونا ناگزیر ہے، اس لیے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ پر رحم کرے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کو دوسری چیزوں سے زیادہ منتخب کرے، کیونکہ اسی سے ذہنی سکون اور دونوں جہانوں میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اس بندگی میں ان نعمتوں کو استعمال کرنا شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے دی گئی ہیں، جیسا کہ اسلامی تعلیمات میں بیان کیا گیا ہے۔
باب 5 المائدۃ، آیات 15-16:

’’ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب آچکی ہے۔ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی خوشنودی کے پیچھے چلتے ہیں سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

باب 2 البقرہ، آیت 186:

‘‘...اور جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں ’’

یہ آیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی الٰہی صفات اور صفات کے بارے میں سیکھنے کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتی ہے، کیونکہ ان کا علم قرآن پاک اور اس کی روایات سے ماخوذ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو صحیح طریقے سے سمجھنے کا یہی ایک طریقہ ہے، تاکہ انسان سچے دل سے اس کی اطاعت کر سکے۔ متبادل ذرائع سے اللہ تعالیٰ کی صفات اور صفات کے بارے میں سیکھنا اللہ تعالیٰ کی بے عزتی کا باعث بن سکتا ہے، جب کہ یہ یقین رکھتے ہوئے کہ وہ اس کی تعظیم کر رہے ہیں اور کسی کو کفر کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی صفاتِ الٰہی کا مطالعہ کرنے سے چشم پوشی کرتا ہے، جن کا قرآن پاک میں بحث کیا گیا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات، تو وہ اس کی رحمت اور بخشش کے سلسلے میں خواہش مندانہ سوچ کو آسانی سے اختیار کر سکتا ہے۔ یہ شخص یہ سمجھے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھتا ہے، حالانکہ وہ صرف خواہش مندانہ سوچ رکھتا ہے، جس کی اسلام میں کوئی قدر نہیں۔ خواہش مند سوچ وہ ہے جب کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر قائم رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت حاصل کرنے کی امید رکھتا ہے، کیونکہ وہ بہت مہربان اور سب بخشنے والا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ رحم کرنے والا اور معاف کرنے والا ہے، پھر بھی یہ یقین کرنا کہ وہ نیکی کرنے والے اور برائی کرنے والے کے ساتھ اس دنیا میں یکساں سلوک کرے گا اور قیامت کے دن انتہائی بے عزتی ہے کیونکہ یہ اس کے عادل ہونے کو چیلنج کرتا ہے۔ باب 45 الجثیہ، آیت 21:

" کیا وہ لوگ جو برائیاں کرتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے - ان کی زندگی اور موت میں برابری کر دیں گے؟ برا ہے وہ جس کا وہ فیصلہ کرتے ہیں۔"

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی صفات و صفات کے بارے میں غلط عقیدہ اختیار کرنے سے بچنا چاہیے، صحیح ماخذ سے سیکھ کر عمل کرنا چاہیے جو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ باب 2 البقرہ، آیت 186:

‘‘...اور جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں ’’

اس کے علاوہ، یہ آیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر سختی سے چلنے کی اہمیت کی طرف اشارہ کرتی ہے، جس میں قرآن کریم اور اس کی روایات کو سیکھنا اور اس پر عمل کرنا شامل ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں انسانیت کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنایا ہے۔ باب 3 علی عمران، آیت 31:

’’ کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔‘‘

اس لیے دینی علم کے دوسرے ذرائع پر عمل کرنے سے گریز کرنا چاہیے خواہ وہ نیکیوں کا باعث بنتا ہو، جیسا کہ جتنا زیادہ کوئی دینی علم کے دوسرے ذرائع پر عمل کرے گا، وہ ہدایت کے دو ذرائع پر اتنا ہی کم عمل کرے گا: قرآن مجید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات، جو کہ گمراہی کا باعث بنتی ہے۔ یہی ایک وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنن ابوداؤد نمبر 4606 میں موجود ایک حدیث میں تنبیہ فرمائی ہے کہ ہر وہ چیز جس کی جڑیں ہدایت کے دو منابع میں نہ ہوں اللہ تعالیٰ اسے رد کر دے گا۔

باب 2 البقرہ، آیت 186:

‘‘...اور جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں ’’

یہ آیت اسلامی علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کی اہمیت پر بھی دلالت کرتی ہے۔ جس طرح لوگ ایک اچھا پیشہ حاصل کرنے کے لیے دنیاوی علم حاصل کرنے کے لیے سخت کوشش کرتے ہیں، اسی طرح انھیں اسلامی علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے بھی کوشش کرنی چاہیے تاکہ وہ اپنی تخلیق کے مقصد کو سمجھیں اور اس کی تکمیل کریں، جس کے نتیجے میں ذہنی سکون اور دونوں جہانوں میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

باب 51 ذریات، آیت 56:

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا نہیں کیا کہ میری عبادت کریں‘‘۔’’

انسان خواہ کتنا ہی دنیاوی علم حاصل کر لے وہ ہر حال میں اس کی رہنمائی نہیں کر سکتا، خواہ مشکلات کا ہو یا آسانی کا، تاکہ وہ دونوں جہانوں میں سکون اور ثواب حاصل کر سکے۔ مزید برآں، دنیاوی علم کسی کو یہ نہیں سکھائے گا کہ انہیں عطا کی گئی نعمتوں کو صحیح طریقے سے استعمال کرنے کا طریقہ یا تو دونوں جہانوں میں ذہنی سکون حاصل کرنے کا واحد طریقہ ہے۔ اس لیے دنیاوی علم کو کسی شخص کی روز مرہ زندگی پر لاگو نہیں کیا جا سکتا، چاہے وہ کتنا ہی علم حاصل کر لے۔ اس کے بجائے انہیں اسلامی علم کو سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ وہ یہ سمجھیں کہ زندگی کیسے گزارنی ہے، ان کو دی گئی نعمتوں کا صحیح استعمال کیسے کرنا ہے اور ان کو درپیش ہر صورت حال سے کیسے نمٹا جانا ہے تاکہ وہ دونوں جہانوں میں ذہنی سکون اور کامیابی حاصل کریں۔

باب 2 البقرہ، آیت 186:

‘‘...اور جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں ’’

اس کے علاوہ یہ آیت صرف مفید علم کی تحقیق کی اہمیت پر بھی دلالت کرتی ہے۔ کسی کو دینی علم کے اندر ایسے موضوعات کا مطالعہ کرنے سے گریز کرنا چاہیے جو ان کی اللہ تعالیٰ کی مخلصانہ اطاعت میں اضافہ نہیں کرے گا، جس میں ان نعمتوں کو استعمال کرنا شامل ہے جو اس کی خوشنودی کے لیے دی گئی ہیں، جیسا کہ اسلامی تعلیمات میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ فیصلہ کرنے کا ایک اچھا طریقہ ہے کہ آیا دینی علم کا کوئی موضوع متعلقہ ہے یا نہیں، یہ اندازہ لگانا ہے کہ آیا یہ وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن پوچھے گا۔ اگر ان سے اسلام میں کسی خاص موضوع کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا، جیسے کہ اسلامی تاریخ کے مخصوص واقعات، تو وہ موضوع غیر متعلق ہے اور اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ لیکن اگر قیامت کے دن کسی موضوع کے بارے میں سوال کیا جائے گا، جیسے کہ پڑوسی کے حقوق کی ادائیگی، تو اس موضوع پر تحقیق، سیکھنا اور اپنی صلاحیت کے مطابق اس پر عمل کرنا چاہیے۔ آیت 186 کے سلسلے میں، اللہ تعالیٰ کی صفات اور صفات کو سیکھنا اور اپنی پیدا کردہ صلاحیت کے مطابق ان پر عمل کرنا چاہیے، کیونکہ یہ انہیں اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے حقوق ادا کرنے کی ترغیب دے گا، جن کے بارے میں قیامت کے دن سوال کیا جائے گا۔

باب 2 البقرہ، آیت 186:

اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں قریب ہوں‘‘۔ ’’

اللہ تعالیٰ کی قربت کو اپنی مخلوق کے ساتھ مزید اجاگر کرنے کے لیے، وہ اس سوال کا جواب سیدھے سیدھے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دیتا ہے۔ اس آیت کو اللہ تعالیٰ سے خوف اور امید دونوں پیدا کرنے چاہئیں۔ متوازن حالت کے حصول کے لیے دونوں کی ضرورت ہے کیونکہ خوف گناہوں سے دور کرتا ہے اور امید نیک اعمال کی طرف لے جاتی ہے۔ خوف اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ انسان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس قدر قریب ہے،

اس طرح سے جسے مخلوق سمجھ نہیں سکتی، وہ ان کے تمام خیالات، نیتوں، قول و فعل سے باخبر ہے، خواہ وہ دوسرے لوگوں سے کتنے ہی پوشیدہ کیوں نہ ہوں۔ لہٰذا ان کے خیالات، نیتوں، قول و فعل کا مستقل جائزہ لیتے رہنا چاہیے تاکہ انہیں اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ کیا جا سکے تاکہ وہ دونوں جہانوں میں ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔ امید مرکزی آیت سے پیدا ہوتی ہے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ کسی شخص کو کتنی ہی مشکل صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اسے یہ جان لینا چاہیے کہ جو ان سے محبت کرتا ہے اور ان کی دیکھ بھال کرتا ہے وہ کسی اور سے زیادہ قریب ہے اور ان کے ہر احساس، فکر اور عمل کو ان کی آزمائش کے دوران دیکھ رہا ہے۔ جس طرح ایک شخص جب کسی محبوب کے ساتھ ہوتا ہے تو آرام دہ ہو جاتا ہے، اسے یہ جان کر اور زیادہ آرام دہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کے ساتھ رہتا ہے اور ان کی نگرانی کرتا ہے۔ جو شخص اس حقیقت کو صحیح معنوں میں سمجھتا ہے وہ شاذ و نادر ہی تنہائی محسوس کرے گا، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جہاں بھی وہ ہیں یا جس چیز کا سامنا کر رہے ہیں۔ باب 57 الحدید، آیت 4:

’’...اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو‘‘

درحقیقت اللہ تعالیٰ ہر فرد سے اتنا قریب ہے کہ جو بھی اسے پکارتا ہے اسے براہ راست جواب دیتا ہے۔ باب 2 البقرہ، آیت 186:

"... واقعی میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے..."

لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جواب ہمیشہ اس کے لامحدود علم اور اس کے وقت کے مطابق ہوتا ہے اور اس کے مطابق جو اس سے دعا کرنے والے کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے تصور کو غلط سمجھتے ہیں اور یہ فرض کرتے ہیں کہ وہ ان کی بات نہیں سنتا اور نہ ہی اس کا جواب دیتا ہے، کیونکہ وہ اپنے ٹائم ٹیبل کے مطابق اور اپنی خواہشات اور منصوبہ کے مطابق جو مانگتے ہیں وہ انہیں نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے لامحدود خزانے کو کبھی بھی اس دکان کی طرح نہیں سمجھنا چاہیے جہاں

کوئی شخص نقد رقم پیش کرتا ہے اور جو کچھ وہ چاہتا ہے اس طرح خریدتا ہے جس طرح وہ چاہتا ہے ٹائم ٹیبل کے مطابق۔ انہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نہایت رحم کرنے والا ہے، وہ اس طرح جواب دیتا ہے جو دعا کرنے والے کے لیے بہترین ہو، اگرچہ یہ ان پر ظاہر نہ ہو، جب بھی کوئی شخص ایسی چیز مانگتا ہے جو ان کے لیے اچھی نہیں ہوتی یا ان کی زندگی سے کسی چیز کو ہٹانا چاہتا ہے، حالانکہ وہ ان کے لیے اچھا ہے۔ باب 2 البقرہ، آیت 216:

لیکن شاید آپ کو کسی چیز سے نفرت ہو اور وہ آپ کے لیے اچھی ہو۔ اور شاید آپ کو ایک چیز پسند ہے اور وہ آپ کے لیے بری ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

کم علمی اور دور اندیشی کی وجہ سے لوگوں کو چاہیے کہ دونوں جہانوں میں خیر و عافیت کی دعاؤں پر عمل کریں اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں اور جوابات کو صبر کے ساتھ قبول کریں، یہ جانتے ہوئے کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے، خواہ ان پر ظاہر نہ ہو۔ باب 2 البقرہ، آیات 200-201:

”اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو کہتا ہے کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں دے اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ لیکن ان میں کوئی ایسا ہے جو کہتا ہے کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

انہیں ایک عقلمند مریض کی طرح برتاؤ کرنا چاہئے جو اپنے ڈاکٹر کے طبی مشورے کو قبول کرتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے، یہ جانتے ہوئے کہ یہ ان کے لئے بہترین ہے، حالانکہ انہیں کڑوی دوائیں تجویز کی جاتی ہیں اور سخت خوراک کا منصوبہ بنایا جاتا ہے۔ جس طرح یہ عقلمند مریض صحت مند جسم اور دماغ حاصل کرے گا اسی طرح وہ شخص بھی حاصل کرے گا جو اللہ تعالیٰ کے جواب اور فیصلوں کو صبر سے قبول کرے اور اس کی سچی اطاعت کو برقرار رکھے۔ اس میں ان نعمتوں کو استعمال کرنا شامل ہے جو اس کو خوش کرنے کے طریقے سے عطا کی گئی ہیں، جیسا کہ قرآن پاک اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں بیان کیا گیا ہے۔

باب 2 البقرہ، آیت 186:

"... واقعی میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے..."

دلچسپ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ وہ اس مسلمان کو پکارتا ہے جو اسے پکارتا ہے۔ اس کے بجائے اس نے دعا کا دروازہ سب کے لیے کھلا چھوڑ دیا، خواہ ان کے عقیدے، اعمال اور طرز عمل سے قطع نظر۔ یہ ایک انتہائی انوکھی حقیقت ہے، جیسا کہ زیادہ تر مذاہب یہ تبلیغ کرتے ہیں کہ ان کا خدا صرف اس کو جواب دیتا ہے جو ان پر یقین رکھتا ہے۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو سچے دل سے پکارتا ہے، اسے جواب ملتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو خالی ہاتھ پھیرنے سے شرماتا ہے۔ تمام لوگوں کے لیے اس الٰہی جواب کا، خواہ وہ کسی بھی عقیدے سے ہوں، قرآن کریم کے دوسرے مقامات پر بھی بیان ہوا ہے، مثلاً باب 29 العنکبوت، آیت 65:

"اور جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ سے دین میں خلوص کے ساتھ دعا کرتے ہیں۔ لیکن جب وہ انہیں زمین پر پہنچاتا ہے تو وہ فوراً ہی اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔''

یہ ایک اور لطیف حقیقت سے جڑا ہوا ہے۔ جب کسی شخص کو اس کے عقیدے سے قطع نظر کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے جسے کوئی دوسرا حل نہیں کر سکتا، جیسے کہ طبی ڈاکٹر، تو یہ شخص اکثر خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ انسان متعدد معبودوں کو نہیں پکارتا، صرف ایک ہی معبود، یعنی اللہ، برگزیدہ۔ جیسا کہ وہ اندر کی گہرائیوں سے جانتے ہیں کہ وہ موجود ہے اور صرف وہی ہے جو تمام چیزوں پر قابو رکھتا ہے۔ یہ حقیقت ہر ایک فرد میں سمائی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی ایک اور دلیل ہے۔

لہٰذا تمام لوگوں کو اس اہم آیت پر غور کرنا چاہیے جو تمام دعا کرنے والوں کے جواب الٰہی کی طرف اشارہ کرتی ہے اور اسلام کی حقانیت کو پہچاننے کے لیے زیر بحث پوشیدہ حقیقت ہے۔

باب 2 البقرہ، آیت 186:

" اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں، تو میں قریب ہی ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے..."

یہ آیت ایک اور انتہائی اہم حقیقت کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے جسے اکثر مسلمان غلط سمجھتے ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کچھ مسلمانوں کا عقیدہ ایک دنیاوی بادشاہ جیسا ہے۔ ایک دنیاوی بادشاہ اپنی سلطنت کے معاملات خود نہیں چلا سکتا اور اس لیے مدد کرنے والے مقرر کرتا ہے، جیسے کہ گورنر، اس کی بادشاہت کے انتظام میں مدد کرنے کے لیے۔ اس عقیدے کے نتیجے میں، بہت سے مسلمان ایسے روحانی لوگوں کو تلاش کرنے کے لیے وقت، توانائی اور دولت صرف کرتے ہیں جن کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ایک خاص طریقے سے ہے، بالکل اسی طرح جیسے ایک گورنر بادشاہ سے ایک خاص طریقے سے جڑا ہوتا ہے۔ ان کا مقصد روحانی ہستی کو خوش کرنا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی طرف سے شفاعت کر سکیں، جس طرح ایک گورنر کسی ایسے شخص کی طرف سے بادشاہ کی شفاعت کر سکتا ہے جو گورنر کو خوش کرتا ہو، تحائف اور احترام اور محبت کے غیر فطری مظاہروں کے ساتھ۔ یہ روحانی لوگ عام لوگوں اور اللہ عزوجل کے درمیان دروازے کے رکھوالے کے طور پر کام کرتے ہیں جو کہ اسلام کی تعلیمات سے بالکل متصادم ہے۔ درحقیقت زیر بحث مرکزی آیت دونوں جہانوں میں سب سے عظیم مخلوق اور اللہ تعالیٰ کے سب سے قریب ترین، یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک شخص اور اللہ کے درمیان تعلق سے ہٹاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ، اس سوال کا جواب سیدھے سیدھے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دیتا ہے۔ حالانکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی دربان کے طور پر کام نہیں کیا بلکہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا صحیح طریقہ سکھایا اور دکھایا اور آپ کے نقش قدم پر چلنا اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے، پھر بھی اس اہم حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کے لیے کہ کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کے سامنے سوال کا جواب دینے کے لیے دربانوں کو خوش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ براہ راست 186 ۔ اس لیے ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ ایک قابل استاد سے اسلامی علم سیکھے اور انہیں وہ

احترام دکھائے جس کے وہ حقدار ہیں لیکن انھیں اس بات پر یقین نہیں رکھنا چاہیے کہ انھیں ایسے لوگوں کی عبادت کرنی چاہیے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اسے خوش کرنے کے لیے روحانی دکھائی دیتے ہیں۔ اس کی تائید اس مرکزی آیت سے بھی ہوتی ہے جو کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی دعا کا جواب دیتا ہے جو اس سے دعا کرتا ہے، اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ وہ صرف ان لوگوں کی دعا کا جواب دیتا ہے جو روحانی دکھائی دیتے ہیں۔ باب 2 البقرہ، آیت 186:

"... واقعی میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے..."

اللہ تبارک وتعالیٰ ایک منطقی حقیقت بیان کرتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ان کی ضروریات کو پورا کرنا چاہتا ہے اسے سب سے پہلے اس پر اپنے ایمان کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جواب دینا چاہیے، جس میں ان نعمتوں کو استعمال کرنا شامل ہے جو اس کی خوشنودی کے لیے دی گئی ہیں، جیسا کہ اسلامی تعلیمات میں بیان کیا گیا ہے۔ باب 2 البقرہ، آیت 186:

"... واقعی میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ لہٰذا وہ میرا جواب دیں]فرمانبرداری سے[۔‘‘

اپنے ایمان کو عملی طور پر حاصل کرنے کی آیت 186 کے اگلے حصے میں مزید اشارہ کیا گیا ہے۔ باب 2 البقرہ، آیت 186:

"... واقعی میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ لہٰذا وہ میری بات کا جواب دیں اور مجھ پر ایمان لائیں...

اچھے اعمال دونوں جہانوں میں ذہنی سکون حاصل کرنے کے لیے ثبوت اور کرنسی کی ضرورت ہے۔ جس طرح ایک پودا صرف اس وقت پھل دیتا ہے جب اسے سورج کی روشنی حاصل ہوتی ہے، اسی طرح انسان کا ایمان تب ہی پھول سکتا ہے جو اسے ذہنی سکون کی طرف لے جائے، جب وہ اچھے اعمال کے ذریعے اپنے ایمان کو درست کرے۔ اس میں ان نعمتوں کو استعمال کرنا شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے عطا کی گئی ہیں، جیسا کہ قرآن پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات میں بیان کیا گیا ہے۔ اس حقیقت کی طرف زیر بحث مرکزی آیت کے اگلے حصے میں اشارہ کیا گیا ہے۔ باب 2 البقرہ، آیت 186:

"... واقعی میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

عملی طور پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی فرمانبرداری ہر حال میں رہنمائی کرتی ہے، خواہ آسانی کا وقت ہو یا مشکل، تاکہ وہ ان پر کامیابی کے ساتھ قابو پاتے ہوئے ذہنی سکون اور بے شمار انعامات حاصل کرے۔ باب 16 97 النحل، آیت:

" جس نے نیک عمل کیا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، حالانکہ وہ مومن ہے، ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی بسر کریں گے، اور ان کو ان کے بہترین اعمال کے مطابق ضرور اجر دیں گے۔"

جبکہ جو شخص اللہ سبحانہ وتعالی کو عملی طور پر اس کی اطاعت کے ذریعے قبول کرنے میں ناکام رہتا ہے، اسے ان کی دعاؤں کا جواب تو مل سکتا ہے لیکن وہ صحیح رہنمائی حاصل نہیں کر پائیں گے جس کی انہیں ہر صورت حال پر کامیابی کے ساتھ قابو پانے کے لیے درکار ہے، جس کے نتیجے میں وہ ذہنی سکون اور دونوں جہانوں میں کامیابی حاصل کرنے سے روکیں گے، خواہ وہ تفریح اور تفریح کے لمحات کا تجربہ کریں، جیسا کہ ان کے قلب، روح اور روح پر قابو پاتے ہیں۔ ذہنی سکون اور کامیابی کا گھر اور اس لیے یہ انتخاب کرتا ہے کہ کون ذہنی سکون حاصل کرتا ہے اور کون نہیں۔ باب 9 توبہ آیت 82:

"پس وہ تھوڑا ہنسیں اور]پھر [زیادہ روئیں جتنا وہ کمایا کرتے تھے۔"

باب 20 طٰہٰ، آیات 124-126:

" اور جو میری یاد سے روگردانی کرے گا، اس کی زندگی تنگدستی سے گزرے گی، اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔ "وہ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا جب کہ میں دیکھ رہا تھا؟)اللہ (فرمائے گا کہ اسی طرح ہماری نشانیاں تیرے پاس آئیں اور تو نے ان کو بھلا دیا اور اسی طرح آج کے دن تجھے بھلا دیا جائے گا۔

لہٰذا یہ سمجھنا ضروری ہے کہ دعائیں صرف اسی وقت پوری طرح مفید ہوں گی جب کوئی شخص اطاعت کے کاموں کو انجام دے، کیونکہ قرآن پاک میں ہر دعا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت شدہ روایات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کا پھل نہیں ہوتا، جب کہ اس کی اطاعت کا پھل نہیں ہوتا۔ یہ بات زیر بحث مرکزی آیت میں واضح باب 2 البقرہ، آیت 186 کر دی گئی ہے۔:

"... واقعی میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

اچھے کردار پر 500 سے زیادہ مفت ای بکس

500+ FREE English Books & Audiobooks / كتب عربية / اردو کتب/ Buku Melayu / বাংলা বই / Libros En Español / Livres En Français / Libri Italiani / Deutsche Bücher / Livros Portugueses:

https://shaykhpod.com/books/

Backup Sites for eBooks: https://shaykhpodbooks.wordpress.com/books/
https://shaykhpodbooks.wixsite.com/books
https://shaykhpod.weebly.com
https://archive.org/details/@shaykhpod

YouTube: https://www.youtube.com/@ShaykhPod/playlists

AudioBooks, Blogs, Infographics & Podcasts: https://shaykhpod.com/

دیگر شیخ پوڈ میڈیا

روزانہ بلاگز: www.ShaykhPod.com/Blogs
AudioBooks : https://shaykhpod.com/books/#audio
تصویریں: https://shaykhpod.com/pics
جنرل پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/general-podcasts
PodWoman: https://shaykhpod.com/podwoman
PodKid: https://shaykhpod.com/podkid
اردو پوڈکاسٹ: https://shaykhpod.com/cast
Podcasts: Live https://shaykhpod.com/live

ای میل کے ذریعے روزانہ بلاگز اور اپ ڈیٹس حاصل کرنے کے لیے سبسکرائب کریں:
http://shaykhpod.com/subscribe

آڈیو بکس کے لیے بیک اپ سائٹ : https://archive.org/details/@shaykhpod

Achieve Noble Character